حجاج کرام سے چند گزارشات!!!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

حج ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ۹ھ میں حج کی فرضیت نازل ہوئی، اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر بھیجا اور اگلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی ادائیگی کا ارادہ فرمایا تو عمومی طور پر اعلان کرایا، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شریک ہوکر حج کے مناسک اور احکام سیکھ سکیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر مرحلہ پر حج کے ایک ایک رکن اور ایک ایک عمل کو تعلیم کے انداز میں سکھایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج کے متعلق جو سوالات کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات مرحمت فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید سے فرمایا کہ: ’’مجھ سے مناسک حج اچھے انداز میں سیکھ لو، شاید اگلے سال میں تم میں موجود نہ ہوں۔‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ایک ایک عمل کو محفوظ کیا اور اگلی نسلوں تک پہنچایا۔

اسی لیے حج پر جانے والے ہر مرد اور عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ مسائلِ حج اور اعمالِ حج کو ضرور سیکھ کر جائے اور اپنے حج کو ہر قسم کے گناہوں، نافرمانیوں اور کوتاہیوں سے آلودہ ہونے سے محفوظ کرے، اس کے لیے ضروری ہے کہ حج کے مسائل اور احکام کے متعلق چھوٹی بڑی کتابیں علمائے کرام نے آسان اور بڑے سہل انداز میں لکھی ہیں، ان کو پڑھے اور ان کو اپنے ساتھ رکھے، تاکہ حج جیسی عبادت جس کو بسا اوقات زندگی میں ایک بار ہی ادا کرنے کی سعادت ملتی ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی کمی کوتاہی نہ رہ جائے۔

اب ہم حجاج کرام سے چند گزارشات کرنا چاہتے ہیں، جن کی طرف حجاج کرام کو توجہ کرنا

انتہائی لازمی اور ضروری ہے، تاکہ ان کا حج صحیح معنی میں حج ہو اور جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے اس حج جیسی عبادت کی ادائیگی پر رکھا ہے، اس کے یہ مستحق ہوں:

①:.....حجاج کرام کو چاہیے کہ سفرِ حج کے دوران نماز باجماعت کا خاص طور پر اہتمام فرمائیں، عام طور پر حجاج کرام اس طرف توجہ نہیں دیتے، بلکہ بعض اوقات نماز کے پابند حضرات بھی اس میں سستی کر جاتے ہیں۔

②:.....خواتین کو چاہیے کہ وہ حج کے پورے سفر میں پردے کا ضرور اہتمام کیا کریں، یہ ٹھیک ہے کہ مستورات کا احرام چہرہ کا کھلا رکھنا ہے، لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ پردہ ہی نہ کریں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل ہماری مستورات کے لیے بہت ہی عمدہ نمونہ ہے، آپؓ فرماتی ہیں کہ: ہم احرام کی حالت میں عام طور پر اپنا چہرہ کھلا رکھتی تھیں، لیکن جب مرد سامنے آتے تو ہم چہرہ کے سامنے کوئی چیز کر دیتیں، تاکہ غیر محرم ہمیں دیکھ نہ سکیں، حدیث کے الفاظ اور اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

’’عن عائشةؓ قالت: كان الركبان يمرون بنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم محرمات، فإذا جاوزوا بنا سدلت إحدانا جلبابَها من رأسها علىٰ وجهها فإذا جاوزونا كشفناه، رواه ابوداؤد وابن ماجة۔‘‘ (مشکوٰۃ، ص:۲۳۶، طبع: قدیمی کتب خانہ)

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: ہم (حجۃ الوداع میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حالت احرام میں تھیں، جب سوار ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے سر سے نیچے اپنے چہرے پر بھی پردہ ڈال لیا کرتیں اور جب وہ ہمارے پاس سے گزر جاتے تو ہم دوبارہ اپنا چہرہ کھول لیا کرتیں۔‘‘

ہماری مسلمان بہنوں کو بھی چاہیے کہ وہ حج کے سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کو اپنا نمونہ بنائیں، اس لیے علماء کرام نے کہا ہے کہ آج کے دور میں اس کی بہترین صورت وہ ہیٹ ہے جو عام طور پر احرام کے ساتھ مل جاتا ہے، عورتیں اس کے پہننے کا اہتمام کریں۔

③:...... عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ حج کے لیے دنیا بھر سے آنے والی خواتین کا لباس بہت ہی ساتر ہوتا ہے، لیکن ہمارے پاکستان اور ہندوستان کی خواتین خصوصاً دیہات کی خواتین اس کا خیال نہیں کرتیں جو کہ انتہائی افسوس کی بات ہے۔

④:...... اسی طرح مکۃ المکرّمہ میں خواتین نماز کے لیے مردوں کی صفوں میں گھس کر کھڑی ہو جاتی ہیں، جتنا بھی اس سے منع کیا جائے، وہ باز نہیں آتیں، حالانکہ ایسا کرنا شریعت میں منع ہے، اس کی وجہ سے نہ ان کی نماز صحیح ہوتی ہے اور نہ ہی اس مرد کی جوان کے دائیں بائیں اور ان کے پیچھے ہوتا ہے، عورتوں کو اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

۵:......ایک اہم مسئلہ جو غالبًا ایک سال سے شروع ہوا ہے، وہ یہ کہ حرمین میں جمعہ کی پہلی اذان زوال سے بھی پہلے دے دی جاتی ہے، جس کے سننے کے بعد لوگ سنتوں کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں، حالانکہ صریح احادیث میں اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ا:.....’’عن عقبة بن عامرؓ قال: ثلٰث ساعات كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ينهانا أن نصلي فيهن وأن نقبر فيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتّٰى ترتفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب ، رواه مسلم۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۹۴،طبع:قدیمی کتب خانہ)

’’حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: سرورِ کونین ﷺ تین وقتوں میں نماز پڑھنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے، اول: آفتاب کے نکلنے کے وقت، یہاں تک کہ بلند ہوجائے، دوسرے: دوپہر کا سایہ قائم ہونے یعنی نصف النہار کے وقت، یہاں تک کہ آفتاب ڈھل جائے اور تیسرے اس وقت جبکہ آفتاب ڈوبنے لگے، یہاں تک کہ غروب ہوجائے۔‘‘

۲:.....’’عن عمرو بن عبسةؓ قال:قدم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم المدينة ، فقدمت المدينة فدخلت عليه ، فقلت: أخبرني عن الصلٰوة . فقال : صل صلوة الصبح ، ثم أقصر عن الصلٰوة حين تطلع الشمس حتى ترتفع ؛ فإنها تطلع بين قرني الشيطٰن وحينئذ يجد لها الكفار ، ثم صل فإن الصلٰوة مشهودة محضورة حتى يستقل الظل بالرمح ثم أقصر عن الصلٰوة ؛ فإن حينئذ تسجر جهنم ، فإذا أقبل الفيء فصل ؛ فإن الصلٰوة مشهودة محضورة حتى تصلي العصر ، ثم أقصر عن الصلٰوة حتى تغرب الشمس ؛ فإنها تغرب بين قرني الشيطٰن وحينئذ يسجد لها الكفار، رواه مسلم۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۹۴،قدیمی کتب خانہ)

’’حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورکونین ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میں بھی مدینہ آیا اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے نماز کے اوقات بتادیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صبح کی نماز پڑھو اور پھر نماز سے رُک جاؤ، جب تک کہ آفتاب طلوع ہوکر بلند نہ ہوجائے؛ اس لیے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت کافر (سورج کو پوجنے والے) اس کو سجدہ کرتے ہیں، پھر (اشراق کی) نماز پڑھو؛ کیونکہ اس وقت کی نماز مشہودہ ہے (یعنی فرشتے نمازی کی گواہی دیتے ہیں) اور اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ (جب) سایہ نیزہ پر چڑھ جائے اور زمین پر نہ پڑے (یعنی ٹھیک دوپہر ہوجائے)

تو نماز سے رُک جاؤ؛ کیونکہ اس وقت دوزخ جھونکی جاتی ہے، پھر جب سایہ ڈھل جائے تو (ظہر کے فرض اور جو چاہو نفل) نماز پڑھو، کیونکہ یہ وقت فرشتوں کے شہادت دینے اور حاضری کا ہے، یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو، پھر نماز سے رُک جاؤ، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوجائے؛ کیونکہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار (یعنی آفتاب کو پوجنے والے) اس کی طرف سجدہ کرتے ہیں۔‘‘

۳:.....’’عن عبداللّٰہ الصنابحیؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إن الشمس تطلع ومعہا قرن الشیطٰن فإذا ارتفعت فارقہا ، ثم اذا استوت قارنہا، فإذا زالت فارقہا ، فإذا دنت للغروب قارنہا ، فإذا غربت فارقہا ، ونہٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی تلک الساعات، رواہ مالک واحمد والنسائی۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۹۵،قدیمی کتب خانہ)

’’حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے، پھر جب وہ بلند ہوجاتا ہے تو وہ الگ ہوجاتا ہے، پھر جب دوپہر ہوتی ہے تو شیطان آفتاب کے قریب آجاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس کے قریب آجاتا ہے اور جب آفتاب غائب (یعنی غروب) ہوجاتا ہے تو شیطان اس سے جدا ہوجاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں (یعنی آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔‘‘

ٹھیک ہے کہ ایک روایت میں جمعہ کا استثناء ہے، لیکن وہ روایت ضعیف ہے، جیسا کہ صاحبِ مشکوٰۃ نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

’’عن أبی الخلیل عن أبی قتادۃؓ قال: کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کرہ الصلوٰۃ نصفَ النہار حتّٰی تزول الشمس إلا یوم الجمعۃ وقال: إن جہنم تسجر إلا یوم الجمعۃ رواہ أبوداؤد وقال: ’’أبو الخلیل لم یلق أباقتادۃؓ۔‘‘ (مشکوٰۃ،ص:۹۵،طبع:قدیمی کتب خانہ)

’’حضرت ابوالخلیل رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک کہ سورج نہ ڈھل جائے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے، علاوہ جمعہ کے دن کے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علاوہ جمعہ کے دن کے روزانہ (دوپہر کے وقت) دوزخ جھونکی جاتی ہے۔ اس روایت کو امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت ابوقتادہؓ سے ابوالخلیلؒ کی ملاقات ثابت نہیں ہے (لہٰذا اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے)۔‘‘

حجاج کرام کو چاہیے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سنتیں اور کوئی نفل نماز وغیرہ نہ پڑھیں، تاکہ اس وعید سے بچ سکیں اور ممنوع اوقات میں نماز پڑھنے والے فعل کے بھی مرتکب نہ ہوں۔

ہمارے مقتدا علماء حضرات کو بھی چاہیے کہ وہ سعودی عرب کے حکام اور علمائے کرام کے سامنے اس مسئلہ کو اُٹھائیں اور اُنہیں باور کرائیں کہ اس غیر مشروع فعل کے ارتکاب کا وہ سبب نہ بنیں اور جس طرح پہلے جمعہ کے دن زوال کے بعد پہلی اذان دی جاتی تھی اور اس کے چند منٹ بعد دوسری اذان دی جاتی تھی، اس عمل کو جاری رہنے دیں اور اس نئے طریقے کو رائج کرکے صریح احادیث کی مخالفت کا باعث نہ بنیں۔

٦:...... اسی طرح عام طور پر آج کل حجاج منیٰ میں رہنے کو غیر ضروری سمجھنے لگے ہیں، بلکہ مشاہدہ ہے کہ بعض حج گروپ کے لیڈران خاص طور پر اپنے حجاج کو اس کی ترغیب دینے لگے ہیں کہ آپ عزیزیہ میں اپنی بلڈنگ میں رہیں اور صرف جمرات کو کنکریاں مارنے کے لیے آپ منیٰ میں جائیں، اور کئی لوگ رات گزارنے کے لیے یا تو مکہ اپنی بلڈنگ میں چلے جاتے ہیں یا عزیزیہ میں اپنی رہائش پر چلے جاتے ہیں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف طواف کے لیے تو بیت اللہ تشریف لے گئے، اس کے علاوہ تینوں دن و رات منیٰ ہی میں رہے، جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منیٰ میں رہنا سنت مؤکدہ ہے، باقی ائمہ منیٰ میں رات گزارنے کو واجب قرار دیتے ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں نہ رہنے والوں کو تادیب فرماتے تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد القاسمی اپنی تالیف ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ حج''، میں منیٰ میں رہنے کے بارہ میں روایات کا اِحاطہ کیا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

١:..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ایامِ تشریق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ہی رہے۔ (ابوداوٗد، ص:۲۷۱، اعلاء السنن، ص:۱۸۹)

٢:..... عبدالرحمٰن بن فروخ رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں رہے اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا۔ (اعلاء السنن، ص:۱۹۰)

٣:..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: عقبہ کے پیچھے (مکہ کے حدود میں) کوئی نہ گزارے ایام تشریق کے دنوں میں۔

٤:..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو زجر و توبیخ فرمایا کرتے تھے اس بات پر کہ منیٰ کا قیام کوئی چھوڑ دے۔ (فتح القدیر، ص:۵۰۲)

٥:..... ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منع فرمایا کرتے تھے جمرہ عقبہ کے پیچھے (مکہ کے حدود میں) کوئی قیام کرے۔ (فتح القدیر)

٦:..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ممنوع قرار دیتے تھے کہ وہ منیٰ کے دنوں میں مکہ مکرمہ میں رات گزارے۔ (فتح القدیر، ص:۵۰۲)

حضرت مولانا فائدہ کے تحت لکھتے ہیں کہ:

’’خیال رہے کہ مزدلفہ سے ۱۰؍کی صبح کو منیٰ آیا جاتا ہے، اب اس کا قیام منیٰ میں ہی ۱۲؍تک یا ۱۳؍تک رہے گا۔ ۴؍دن ہوئے اور ایک قیام ۸؍تاریخ کو مکہ مکرمہ سے آنے اور عرفات جانے سے قبل کیا تھا۔ یہ منیٰ کے ۵؍ایام ہیں، یہ ایام منیٰ میں گزارنا سنت مؤکدہ ہے۔ رات کو کسی دوسرے مقام حتیٰ کہ مکہ مکرمہ میں بھی قیام درست نہیں۔ آپ نے منیٰ میں قیام بھی فرمایا اور یہی حکم فرمایا، چنانچہ آپ رات کو نفلی طواف کرنے جاتے تو رُکتے نہیں، منیٰ چلے آتے۔

۷:....اسی طرح طوافِ زیارت کے لیے خواہ دس یا گیارہ کو جائے تو طواف سے فارغ ہوکر منیٰ چلا آئے گا اور رات منیٰ میں ہی گزارنی ہوگی، جیسا کہ شرح لباب میں ہے:

’’ولا یبیت بمکة ولا فی الطریق لأن البیتوتة بمنٰی لیالیھا سنة عندنا واجبة عند الشافعیؒ۔‘‘ (شرح لباب، ص:۲۳۵)

۸:.... ہدایہ میں ہے: منیٰ کے علاوہ میں رات گزارنی مکروہ ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ رات نہ گزارنے پر لوگوں پر زجر وتوبیخ فرمایا کرتے تھے: ’’ولا یکرہ أن لا یبیت بمنٰی لیالی الرمی لأن النبی علیہ الصلوٰة والسلام بات بمنٰی وعمر رضی اللّٰہ عنہ کان یؤدب علٰی ترک المقام بھا۔‘‘ (فتح القدیر:۵۰۱)

۹:....عنایہ میں ہے کہ منیٰ کا قیام اس لیے مقرر کیا گیا تا کہ رمی جو حج کے مناسک میں ہے آسان ہو۔ (عنایہ علی الفتح، ص:۵۰۱)

۱۰:....جزء حجۃ الوداع میں ہے کہ جمہور علماء منیٰ میں رات گزارنے کو واجب قرار دیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سنت قرار دیتے ہیں۔ (حجۃ الوداع، ص:۱۷۲)

۱۱:....طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایام تشریق کے دنوں میں منیٰ میں قیام نہ کرنا مکروہ تحریمی ہے:

’’دلالة الأثر علٰی لزوم المبیت بمنٰی فی لیالیھا ظاھرة أن لفظ ظاھر الھدایة یشعر بوجوبھا عندنا۔‘‘ (اعلاء السنن، ص:۱۹۰) (بحوالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ حج، ص:۴۷۶-۴۷۷)

حجاج کرام سے درخواست ہے کہ حج کے اعمال کو اسی انداز میں ادا فرمائیں، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور ہمارے اسلاف نے ادا فرمائے ہیں۔ اپنی تن پسندی کی بنا پر اپنی طرف سے ہر ہر عمل میں اپنے خام خیالات اور آراء پر عمل شروع کردیا تو حج کا حلیہ ہی بگڑ جائے گا۔ اس لیے خدارا! حج کے اعمال میں جدتیں پیش کرنے سے باز رہیں، اور مخلوقِ خدا کو اسی راستے پر رکھیں، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے لیے طے کیا ہے، وماذٰلک علی اللّٰہ بعزیز۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین